

حمد و نعت

کا

نذرانہ عقیدت

گر قبول

افتد

زہے افتد

وسیم قاسمی

حمد

ہمہ جہت عدالت تیری

ہمہ سمت عظمت تیری

جس جا بھی نظر حق ڈالو

ہر جا ہے قدرت تیری

کائنات کا ذرہ ذرہ

جسم کا رواں رواں

شان حق کے آگے

کرتا حمد مدحت تیری



کیا ہے اسکی شان کبریائی
سجدہ ریز ہے خلقت تیری
یہ عاصی لیکر آنکھ میں نمی
مکمل التجا ہے عبادت میری

زندگی میں گر ہے، ناقص بندگی
یہ زندگی ہے بس شرمندگی
یہ آرزو بنگئی اب دعاء و سیم کی
بندگی مکمل کرے رحمت تیری

نعت

فرش تاعرش ہے یہ اعلان میرے پیارے نبی کی یہ شان

اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

آقا میرے فخرِ رسل و فخرِ انبیاء	باطل کے مقابل حق کی یہ شان
اللہ غنی، کتنی اونچی اونگی شان	اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
بجز خدا کسی کو نہیں ہے معلوم	کیا ہے انکی حد، انکی آن بان
ہمیں یہ معلوم کہ کہتا ہے قرآن	اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
آمنہ کا چاند، عبد اللہ کا درِ یتیم	اسکے سامع ہیں کون و مکان
جہوم کے کہتے زمین آسمان	اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
کہتا و یتیم جب نام آئے محمد کا	پڑ ہو درود، ہو گا تم پر فیضان
اسلئے کہ خدا کا، بھی فرمان	اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

اردو نعت (عربی بحر)

اے ماہ عرب، اے مہر عجم، اے شیخ حرا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ
یہ فرش زمیں عرش بریں یہ ارض و سما سب کے یہی رسول یہی خاتم الانبیاء

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

وہ ایک رات میں کہاں سے کہاں پہنچا اک پل میں اقصیٰ اور پھر سدرۃ المنتہی
یہ ماہ، نجوم کہکشاں، سب اسکے نقش پا لایا عرش سے فرش پر نیا فرمان خدا

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

تیرے قول و عمل سے ہوا دافرمان خدا ہے فوز فلان اپنا یا جس نے اسوہ تیرا
کچھ یاد نہیں کچھ فریاد نہیں اسکے سوا ہر سانس ہو میرا فغہ سراصل علی صل علی

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

ہو اتباع تیری تقدیر چمکے میری مانگے ہے روح و جسم اب یہی دعاء

پھیلے سارے جہاں میں اسوہ تیرا تیری اطاعت، سنوارے دین دنیا

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

عربي لغت

هُوَ مَوْلَى هُوَ مُلْجَأٌ بَعْدَ اللَّهِ

هُوَ أَعْلَى هُوَ أَرْفَعُ بَعْدَ اللَّهِ

هُوَ نَبِيُّ اللَّهِ ، هُوَ حَبِيبُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ

حُجَّةُ الْأَنْبِيَاءِ هُوَ دُعَاءُ خَلِيلِ اللَّهِ

إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ هُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ

لِمَنْ سَبَّحَ الْحَجَرِ وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ

صَاحِبُ شَقِّ الصَّدْرِ وَالْقَمَرِ

هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ، هُوَ خَلِيفَةُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ

هُوَ صَاحِبُ الْأَسْرَاءِ إِلَى اللَّهِ

هُوَ صَاحِبُ الْوَحْيِ وَالْقُرْآنِ

هُوَ هَادِي الْبَشَرِ أَخْ كُلِّمِ اللَّهِ

شَافِعُ الْمُحْشَرِ سَاقِي الْكُوثرِ

هُوَ صَفِيُّ اللَّهِ ، هُوَ حَمِيدُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ

إِذَا سُرَّ اسْتِنَارَ وَجْهَهُ كَمَا وَرَدَ كَانَهَا فَلَقَةُ قَمَرٍ وَجْهَ نَبِيِّ اللَّهِ
 أَلَيْنُ الْكَافِينَ ، أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ كَانَ ضَخَمُ الْيَدَيْنِ هُوَ صِبْغَةُ اللَّهِ
 هُوَ مَطِيعُ اللَّهِ ، هُوَ رَفِيعُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
 أَحْسَنَ الْخُلُقِ وَأَحْسَنَ الْخُلُقِ لَمْ تَزُرْ بِهِ صِبْغَةَ اللَّهِ أَنَّهُ خَلَقَ اللَّهُ
 وَسِيمٌ قَسِيمٌ فِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ فِي عَيْنَيْهِ دُعَجٌ وَصَوْتُهُ صَحْلٌ مِنَ اللَّهِ
 هُوَ أَحْمَدُ اللَّهِ ، هُوَ مُحَمَّدُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَامٌ فِي الْعَرَبِي

سَلَامٌ عَلَى مَنْ أَزْهَقَ الْبَاطِلَ وَالْحَقَّ قَدْ أَظْهَرَ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ نَوَّرَ نَوَاحِي الْعَالَمِ بِحَدِيثِهِ الْأَنْوَارِ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ هَادَى الْبَشَرَ عَلَى فُخْرِ الْبَشَرِ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ نَادَى الْأُمَّمَ عَلَى شَافِعِ الْمَحْشَرِ

سَلَامٌ عَلَى مَنْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ الْمُقَدَّسُ الْمُنَوَّرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ شَقَّ صَدْرَهُ وَغَسَلَ قَلْبَهُ الْأَطْهَرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ رَفُضَ لِلْإِسْلَامِ شِمْسًا وَالْقَمَرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ تَحْتَ أَقْدَامِهِ تَاجُ كِسْرَى وَقِيَصِرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ فِي إِشَارَتِهِ الْوَحِيدَةِ شَقَّ الْقَمَرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ سَارَ أَقْصَى وَزَارَ رَبَّهُ الْأَكْبَرُ
 سَلَامٌ عَلَى لِمَنْ سَبَّحَ الْحَجَرُ لِمَنْ مَشَى الشَّجَرُ
 سَلَامٌ عَلَى لِمَنْ وَقَفَ الْجَبَلُ لِمَنْ هَكَّى الْمُنْبَرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ شَجَّعَ أَصْحَابَهُ فِي أَحَدٍ وَبَدَّرُ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ اِنْتَخَبَ أَبَا بَكْرٍ عُمَرُ عُثْمَانُ حَيْدَرُ
 سَلَامٌ عَلَى حَبِيبِ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ يَشْفَعُ لَوْسِيمٍ وَالْجَمِيعِ فِي الْمُحْشَرِ

مولانا وسیم اختر بلال قاسمی ☆

مطلوب کیا ہے؟

ماہ نامہ دارالسلام ماہ جون ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شائع شدہ مولانا محمد یحییٰ منصوری کے مضمون بعنوان ”مطلوب کیا ہے“ پر دو تنقیدی مراسلے اس سے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل متیم دھام مولانا وسیم اختر بلال صاحب کا تنقیدی مراسلہ ہمیں تاخیر سے ملا ہے۔ شیخ وسیم اختر بلال قاسمی الجمعیۃ الخیریہ تحفۃ القرآن کے نائب مفتش اور نائب امام الجامع و زارہ الحج والاوقاف السعودیہ العربیہ ہیں۔ مالیر کوئٹہ کے مدرسہ تعمیر ہیرت کے ابتدائی دور میں تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ دارالسلام صفحات کی تنگ دامانی کے باوجود تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتا آیا ہے۔ مولانا کا یہ مراسلہ قابل توجہ ہے۔

جون کے شمارے دارالسلام میں جناب مولانا یحییٰ منصوری صاحب کا مضمون نظر سے گذرا۔ زبان میں شائستگی، برہنہ نگاری، انداز بھی مدلل ہے، جواثر انداز بھی ہوتا ہے، فاضل مضمون نگار نے مسلمانوں کے عروج و زوال کے چودہ سو سال حقائق کو بہت خوب صورت انداز سے سمیٹا ہے اور اپنے فکر کے مطابق وجہ کی جانب نشان دہی بھی کی ہے۔
کاش یہ مضمون رازہ اعتدال سے نہ جہتا، اور ایک حقیقت کو ابھار کر دوسری حقیقت کو نسخہ نہ کرنا تو بڑا صحت مند تجزیہ کہلاتا۔

☆ پوسٹ بکس نمبر 1590 دھام، سعودی عرب

فاضل مضمون نگار نے ایک 'اساسی نظریہ' کو نظر انداز کر دیا اور تہاں عارفانہ برتتے ہوئے یہاں تک فرما دیا کہ قرآن کی کوئی آیت یا ایک حدیث بھی 'اسٹیٹ' یا 'حاکمیت' کی وضاحت نہیں کرتی۔ جب کہ مالک یوم الدین سے ملک الناس تک حاکم اور حاکمیت کا مضمون پورے قرآن میں عجیب کی طرح جڑا ہوا ہے بشرطیکہ ولایتِ اہل بیت، اختیارِ اہل بیت اور اشارۃ اہل بیت سے قرآن کی عبارتِ اہل بیت کا عائدانہ مطالعہ کیا جائے اور افلاکِ تدبیروں، افلاکِ فکر و دل کی دعوت پر لبیک کہا جائے ورنہ طائرانہ مطالعہ سے تو آیت رجم بھی نہ ملے گی بلکہ تراز کی تعداد اور زکوٰۃ کی تفصیل بھی نہ حاصل ہوگی، قرآن کی طرح احادیثِ قوی اور فعلی (مدنی یا حسی زندگی) سے سمندر میں بھی، تیر کر نہیں، بلکہ ڈوب کر عصری تعبیرات کے صدف حاصل کرنا ضروری ہے تب ہی حاکمیتِ الہیہ، اقامتِ دین، اسٹیٹ جیسے موتی حاصل ہوتے ہیں۔

در اصل ہر موضوع کے کلیات زمانہ قدیم میں بھی تھے، مگر اب کلیات کا ہر ہر جز ایک موضوع بن کر سامنے آ رہا ہے۔ یہ اعجازِ قرآنی ہے۔ اس کے الفاظ ہر موضوع کے لئے ہر دور میں راہِ ہدایت ہیں۔ اب ہر عربی بچہ و بابت سیارہ (یوسف) کا مفہوم (کتبوں کے پاس گاڑی آئی) سمجھ جاتا ہے۔ اسی طرح نقطہ حکمت (Wisdom) کی اگر ریسرچ کی جائے تو یہ نقطہ سیاست پر بے آسانی منطبق ہوتا ہے۔ ہر وہ سبکیٹ جس کو ہم جدید کہتے ہیں یقیناً اس کے کلیات قرآن میں موجود ہیں چاہے وہ علم سیاست ہو یا علمِ فلکیات۔ ہر نئے موضوع کو اہل علم کے لئے 'دینِ الہی' سمجھیں دینِ مغرب سمجھ کر (بلکہ چکر) اس سے اعراض نہ کریں۔ بغضِ مغرب (ایسا فطری جذبہ جو صدیوں کی ہنگامی اور علم و تکنالوجی میں پیچڑنے کی وجہ سے ہم میں ہے اس کو جب اسلام) کے مثبت جذبہ پر غالب نہ آئے دیں۔ مثلاً 'اسلامی اسٹیٹ' یا 'حکمرانی' کا نظریہ تو دنیا میں اسی وقت قائم ہو گیا تھا جب حضرت آدم کو جنت سے خطہ ارض دیا گیا اور جب حضرت نوح نے سفینہ کی ایک چھوٹی سی اسٹیٹ سے حکمرانی کا آغاز کیا، خاص کر چودہ سو سال پہلے تو یہ سبق خوب نکھر کر سامنے آیا جس کی وضاحت اس صدی کے علماء مجتہدین نے عصری انداز میں فرمائی۔ انہوں نے بتا دیا کہ 'ایک نبوی (سنت نبوی) ہے، جھپٹا نہیں۔'

در اصل نہ صرف 'اسٹیٹ' ہمارا مطلوب ہے نہ صرف دعوت و تبلیغ، حتیٰ کہ تہا تذکرہ نفس (اصلاح فرد) بھی ہمارا مطلوب نہیں بلکہ ان تینوں کا مجموعہ (علماء) اور رضا کے الہی (اعتقاد) ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔

پوری انسانیت کے لئے دعوتِ یقینہ ہمارے مطلوب کا ایک اہم ترین جز ہے مگر اس کی

تخیل اسٹیٹ (خلافت) تزکیہ (احسان) کے بغیر ممکن نہیں جو صرف رضائے الہی کے لئے ہونی چاہئے، گویا ایک مسلم (فرد یا قوم) کا مطلوب نہ صرف معاشرہ ہے اور نہ صرف اسٹیٹ بلکہ مطلوب و مقصود یہ چاروں اجزاء ہیں۔

مطلوب و مقصود کی مزید وضاحت اس حدیث کی روشنی میں کی جاسکتی ہے کہ تم اگر کوئی برائی دیکھو (یعنی معاشرہ اگر براہ فلاح سے ہٹ رہا ہے) ہاتھ سے (قوت و حکومت کے ذریعے) اس کو بدل دو اگر اس کی (ابھی) خلافت نہیں تو (دعوت و تبلیغ کے ذریعے) اچھائی کی روح پھونکو اور معاشرہ کو (زبان سے بدلو اور اگر اس کے بھی حالات اجازت نہیں دیتے تو دل میں برا جانو) اور اپنا تزکیہ نفس کر کے کم از کم معاشرہ کے ایک فرد کو توبہ کیزور رکھو) مگر یہ ایمان کا (مطلوب و مقصود کو عملی جامہ پہنانے میں) کافی درجہ ہے۔

جب جب مطلوب و مقصود کے اجزاء کا توازن یا تناسب ہمارے دل و دماغ کے رن وے پر بگڑا، اسلام فریٹکی (اسلام آباد تو کیا) کسی بھی رن وے پر نہ اتر پایا۔

کئی صدیاں یونانی فلسفہ کے زیر اثر رہیں اور صرف تزکیہ نفس کو اساس و مطلوب بنا کر حاکم و حکوم کے تعلق تک کو فلسفیانہ عیش کا رنگ دے دیا گیا۔ جس کو صوفی ازم، جوگ ازم، رہبان ازم نے اتنی ہوا دی کہ معاشرہ وحدۃ الوجود اور انا الحق کے فلسفہ میں الجھ گیا اور اسلام کشیا، خانقاہوں میں سمٹ گیا یا پہاڑوں پر بیٹھ گیا۔ یہ جزوی مطلوب آج بھی وحدت ادیان کا جال اٹھائے کھومتا رہتا ہے جب خلافت اسلامیہ لڑ کھڑی تھی اور مغرب مقتولات ہی نہیں بلکہ محسوسات کے ذریعہ پوری دنیا پر اپنے قدم بٹھا رہا تھا اس وقت مفکرین اسلام نے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ (جو نہایت ضروری اور بہت اہم قدم تھا) کو اپنا مشن بنا کر اثنا اسلامی کو محفوظ رکھنے کی مخلصانہ کوشش کی جس میں کافی حد تک کام یابی ملی مگر دفاعی انداز کا جب سے ہی آغاز ہو گیا اور آہستہ آہستہ انسانیت کے لئے پر امن (یعنی زبانی) دعوت و تبلیغ پر ہی اکتفا کر لیا گیا بلکہ گذشتہ ڈیڑھ صدی سے کمیونزم سیکولرزم کے سیلاب کے زیر اثر دعوت و تبلیغ میں (نادانستہ طور پر) نئی تعبیرات بھی استعمال ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ اتحاد انسانی (جب کہ اس میں باقی اللہ بھی شامل ہیں)، وطن پرستی (پرستش صرف اللہ کے لئے ہے)، عافیت پسندی جیسے الفاظ و جملوں میں اتنے رچ بس گئے کہ (زبانی) دعوت و تبلیغ بہ آسانی (مسادات پسند، روشن خیال اور انسانیت کے پرستاروں کے ذریعہ) اساس و مطلوب بن گئی اور اسٹیٹ جیسا اہم عنصر طاق نسیاں ہوتا چلا گیا۔ گذشتہ صدی کے کچھ مفکرین اسلام نے اس اہم عنصر کو یاد دلایا۔ فرمایا سستی پڑھ پھر امامت کا اس پر لبیک کی آواز مختلف گوشوں سے آئی جس پر شکوہ بھی ہوا، روشن خیالوں نے یہ بھی کہا کہ رقبہ کو کم سمجھ کر اقبال بول اٹھے، ہندوستان کیا جہاں ہمارا۔ لا الہ کے نام پر جب اسٹیٹ بنی تو

پاکیزہ محبت

من عشقِ فَعْفَف و کَتَمِ فَمَاتِ مَاتِ شَهِيدِ

ترجمہ، جنے عشق کیا اور پاکدامن رہا اور عشق چھپائے رکھا اسکی شہادت کی موت ہوگی

(تجديد تصوف و سلوک صفحہ ۱۳۷)

اس حدیث کو کچھ محدثین نے نے ضعیف یا موضوع بھی قرار دیا ہے یہ ایک طویل علمی بحث ہے

مگر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علیہ اس کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہ عشق غیر ارادی اور غیر اختیار ہے، ہوا اور پھر ناموشی اختیار کی جائے گویا عشقِ حقیقی کی ایک قسم عشقِ مجازی ہوئی، جو سیرجی ہے عشقِ حقیقی کی

اسی کو مولانا ابوالکلام آزاد نے اس طرح فرمایا کہ عشق حقیقی کے لئے دل کے ایندھن سے چولہا گرم ہو جاتا ہے اور صرف پابندی بدلنے کی دیر ہوتی ہے عشق مجازی کے بدلے عشق حقیقی یعنی عشق الہی کی پابندی دل کے ایندھن پر رکھنی ہوتی ہے ---

جب ہی توشیح عارف بامی فرما گئے ہیں کہ ۔

متاب از عشق او مجازی است --- که آن بهر حقیقت کار سازی است ---

ترجمہ۔ عشق سے بھاگنا نہیں باسکتا اگرچہ مجازی ہو۔ کیونکہ یہ ایک حیلہ ہے عشقِ حقیقی کا عشقِ الہی کا تو زندگی کا مقصد اولیں ہے

حافظ شیرازی فرما گئے ہیں ۔۔ ہرگز نہ میرے دانکہ دلش زندہ شد بعشق ۔۔

ترجمہ: وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہے۔

صاحب مناقب نوحیہ حضرت شیخ محمد صادق شیبانی فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تم شیخ سید احمد رفاعی (۵۷۲ھ) کے پاس باء و اور پہنچو کہ عشق کیا ہے اور اسکا جواب مجھے لا کر دو۔
 خادم حاضر ہوا اور یہی مقام سنایا۔ شیخ نے یہ سنکر ایک سرد آہ ہاں سوز کھینچی اور فرمایا۔۔۔

العشق نار يحرق ما سوا الله۔۔ ترجمہ۔ عشق تو سب کچھ جلا دیتا ہے بجز اللہ کے۔۔ (خزینۃ الاولیاء - ص ۲۵۹۔)

لوموسیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ عرش الہی اٹھائے ہوئے ہیں انہوں نے بایزید بستانی سے تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ عاشق الہی کا جنازہ اٹھانا ہی عرش اٹھانا ہے۔ (صوفیائے نقشبندیہ ۹۵)

علامہ اقبال فرماتے۔۔۔ نگاہ عشق مستی میں وہی اول وہی آخر۔۔

بہر حال عشق کو اگر اچھے منہ پر لے جایا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہو سکتے ہیں،، عشق ایک حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے
 رقت قلب کی نشانی ہے، عشق جذبات انسانی کا ترجمان ہے، عشق احساسات کا دریا ہے جس میں عشق محبت کا تہذیب نہیں وہ گویا بے
 حس انسان ہے، جیسے لوہا ہتھکڑی کے لئے قرآن میں اسکو قساوت قلبی سے تعبیر کیا گیا ہے، فرمایا گیا ہے کہ،

ثم قست قلوبکم من بعد ذلك فہی کالحجارہ او اشد قسوة،، (البقرة۔ ۷۴)

ترجمہ، پھر تمہارے دل بہت سخت ہو گئے ہتھکڑی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت

آخر میں (اشرف السوانح ج ۲ ص ۱۲۷) کی اس بات پر اپنی بات فہم کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی محبت میں شان عقلیت غالب ہوتی
 ہے اور ہم جنس کی محبت میں شان طبیعت غالب ہوتی ہے اور سرسری نظر میں محبت عقلی محبت طبعی کے سامنے منضحل معلوم
 ہوتی ہے حالانکہ معاملہ بالکس ہے،

وسیم قاسمی

سعودی عرب اور انڈوپاک کی طباعت قرانی

طباعت قرانی کی توفیق جملہ حاصل ہو جائے اسکے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ سعودی عرب کے فرمانروا عزت مآب جناب شاہ فہد مرحوم نے مدینہ منورہ میں قرآن کی طباعت کے لئے ایک نہایت نفیس جدید مشنریز سے آراستہ پرنٹنگ پریس کا انتظام فرما رکھا ہے جہیں سینکڑوں نسخہ قرآنیہ کی طباعت ہوتی رہتی ہے۔ سبز رنگ کی دلاویز جلد، عربی رسم الخط کی خوشا تحریر، قاری کے لئے سکون و طمانینت کا سامان مہیا کرتی ہے، لیکن برصغیر کی طباعت اور مدنی طباعت کے انداز تحریر میں کچھ فرق ایسے ہیں جنکی جانکاری کے بغیر اصحاب برصغیر کو تلاوت میں دشواری پیش آتی ہے بالخصوص ان حضرات کو جو عمرہ یا حج کے لئے سعودیہ تشریف لاتے ہیں اور مدنی مطبوعہ قرآن ہی تلاوت کے لئے پاتے ہیں، یہ فادم قرآن: دارالسلام: کے ذریعہ چند: رموز قرآنیہ: [مطبوعہ مدنیہ، مطبوعہ برصغیریہ،] کی جانب نشاندہی کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ ایک مختصر سا: موازنہ: سامنے لانا چاہتا ہے۔ تاکہ ہر طرح کے قاری کو تلاوت میں سہولت حاصل ہو سکے۔ مثلاً، انداز طباعت یا انداز تحریر کا فرق

[۱]: مدنی مطبوعہ: میں صرف سورت کا نام اور بسم اللہ لکھ دی جاتی ہے برخلاف:

مطبوعہ برصغیر: میں سورت کے نام کے ساتھ تعداد آیات اور مکی مدنی سورت کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے۔ بلکہ مدنی مطبوعہ میں کچھ سورتوں کے نام تک بوجہ روایت

مختلف ہیں، مثلاً-----

مدنی مصحف میں سورت کا نام	برصغیر کے مصاحف میں سورت کا نام
الامراء	بنی اسرائیل
غافر	المومن
فصلت	حم سجدہ
الانسان	دھر
المسد	الذهب

[۲] اسی طرح مدنی مطبوعہ میں رکوع کی کوئی علامت نہیں بلکہ رکوع موجود ہی نہیں

ہاں سٹار {#} کی یہ علامت مدنی مطبوعہ میں ہے۔ جو حزب کی نشاندہی کرتی ہے۔

جس طرح: انڈوپاک: مصحف میں تیس پارے ہوتے ہیں اسی طرح مدنی مطبوعہ میں

ساتھ حزب ہوتے ہیں [عام طور پر نئے حزب سے نیا مضمون شروع ہوتا ہے]

[۲] مدنی مطبوعہ: میں پارونکا آغاز: حلی لائن: سے نہیں: ہوتا بلکہ درمیان صفحہ سے

بھی ہو جاتا ہے [جیسے، اقل ما اوحی الیک اکیواں پارہ یاومالی لا اعد

تییواں پارہ درمیان صفحہ سے شروع ہوا ہے] بس اس صفحہ کے اوپر ایک جانب

الجزء الاول: یا الجزء الثانی یا الثالث: تحریر ہوتا ہے۔ پارے چونکہ سماعی نہیں

میں اس لئے اسکا اتنا اہتمام نہیں ہے۔ اسکا ایک فائدہ یہ ہے کہ قطع مضمون نہیں

ہوتا، مثلاً چوتھے پارے کی آخری آیتیں [حرمت علیکم امہاتکم]: آیت تحریم کلماتی

میں جسکا تسلسل پانچویں پارے [والمحسنات من النساء] تک ہے، عموماً چوتھا پارہ ختم

کر کے پانچواں پارہ دوسرے دن یا دوسرے وقت تلاوت کر لیا جاتا ہے، اسکو فن تجوید کی

اصطلاح میں: قطع تلاوت: کہتے ہیں درمیان موضوع دانستہ قطع کرنا مکرہ تحریمی

کہلاتا ہے، شاید پارونکی حلی حروف کی لکھاوٹ بھی: قطع تلاوت: کا سبب بن رہی ہو

، کیونکہ عوام الناس کو ایک بڑا وقفہ نظر آتا ہے اور وہ پارونکے حساب سے تلاوت مکمل

کر دیتے ہیں، بہر حال پارونکی اہمیت مدنی مطبوعہ میں شاید بہ نسبت سورتونکے زیادہ

نہیں ہے کیونکہ سورتونکے نام بہر حال سماعی ہیں۔

[۴] مدنی مطبوعہ میں یہ بھی ایک آرٹ ہے کہ انداز طباعت سے تجویدی اصطلاحات کی نشاندہی کی گئی ہے، مثلاً۔ تنوین [دوزیر دوزیر دو پیش] کا انداز طباعت۔ اظہار، اخفاء، ادغام وغیرہ کا اشارہ کرتا ہے۔ مثلاً، ضمتین معکوستین [وہ] اظہار کی علامت {غنے نہ ہونا} ہے۔

اور تنوین مساوی بھی [وہ] اظہار {غنے نہ ہونا} کی علامت ہے

ضمتین غیر معکوستین [وہ] ادغام کی علامت ہے {یہاں غنے مدغم ہوگا}

اور۔ تنوین غیر مساوی [وہ] اخفاء یا ادغام {غنے نہ ہونا} کی علامت ہے،

مدنی مطبوعہ	انڈوپاک مطبوعہ	ملاحظات
قوم ہادی {تنوین مساوی}	قوم ہادی {تنوین مساوی}	تنوین مساوی: جو اظہار کی علامت ہے {غنے نہیں ہوگا}
غفوراً شکوراً {تنوین مساوی}	غفوراً شکوراً {تنوین مساوی}	تنوین غیر مساوی: جو اخفاء کی علامت ہے {غنے ہوگا}
خشب مسندہ {ضمتین مساویہ} وجوہ یومئذہ {ضمتین مساویہ} سمیع علیم {ضمتین معکوستین}	خشب مسندہ {ضمتین مساویہ} وجوہ یومئذہ {ضمتین مساویہ} سمیع علیم {ضمتین معکوستین}	{وہ} علامت ادغام [اور مدنی مطبوعہ میں: م: پر تشدید] {وہ} اخفاء کی علامت [کیونکہ مدنی مطبوعہ میں: بی: پر تشدید ہے] {وہ} علامت اظہار {مدنی طباعت میں الٹا پیش کا مطلب اظہار ہے گویا غنے نہیں ہوگا۔۔}

[۵] اسی طرح مدنی مطبوعہ میں جزم [سکون] کے مختلف انداز ہیں جس سے مختلف تجویدی اشارے کیے گئے ہیں مثلاً ایک چھوٹا سا گول دائرہ اس حرف کے اوپر بنا ہوا ہوتا ہے جسکو نہیں پڑھا جاتا، اس گول دائرہ کو: سکون ملغی: [کھینچل کرنے والا جزم] کہا جاتا ہے

ملاحظات

مدنی مصحف

مصحف اندوپاک

يَتْلُوا صُحُفًا	يَتْلُوا صُحُفًا	{۵۱} مدنی مصحف میں الف پر گول دائرہ ہے
أُولَئِكَ	أُولَئِكَ	{۵۲} مدنی مصحف میں: واو: پر گول دائرہ ہے
نَبِيَّائِ الْمُرْسَلِينَ	نَبِيَّائِ	{۵۳} مدنی مصحف میں: ی: پر گول دائرہ ہے

سکون طویل بھی جس حرف پر ہوتا ہے وہ نہیں پڑھا جاتا

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ	أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ	{۵۴} اندوپاک مصحف میں کوئی نشان نہیں
لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي	لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي	{۵۵} مدنی مطبوعہ میں الف پر ایک لمبوتر دائرہ ہے

سکون معری۔ مدنی مصحف میں مدغم والے حرف پر اگر کوئی علامت نہ ہو تو یہ اشارہ ہے کہ یہ حرف اپنی پوری صفات کے ساتھ مدغم ہو گیا یہ تجوید کی اصطلاح میں: ادغام کامل: ہے۔ نیسے،

أَجِيبْتُ دَعْوَتَكُمْ	أَجِيبْتُ دَعْوَتَكُمْ	— مدنی مطبوعہ میں جزم سے ماری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرف کالعدم ہو گیا مصحف ہندوپاک میں جزم لکھا ہوتا ہے کامل غیر کامل کی کوئی تفریق نہیں ہے
وَلَهَبْتُ ذَالِكَ	وَلَهَبْتُ ذَالِكَ	
أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ	أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ	

سکون نصف راسی۔ [ج: کا آدھا سرا] یہ اظہار کی علامت ہے۔ گویا وہ حرف

وضاحت سے پڑھا جاتا ہے۔

مِنْ خَيْرٍ وَيَنْتَوْنَ قَدْ سَمِعَ وَحُضِّنُمْ	[ج:] اندو پاک مطبوعہ میں ہزم کی ایک ہی نشانی ہے۔ البتہ اور اثناء کا فرق نہیں
---	---

[۶] مدنی مطبوعہ میں ہمزہ کی طباعت میں بھی فرق ہے

ہمزہ اصلی: [یعنی لفظ کے: اسکچر: میں ہمزہ موجود ہو اسی لئے الف پر اگر زیر

ہے تو ہمزہ نیچے لکھ دیا جاتا ہے ورنہ اوپر] اور: ہمزہ وصلی: میں لفظ وصل کا مخفف آدھا

ص: ص الف کے اوپر بنا دیا جاتا ہے، یہ ہمزہ حالت وصل میں نہیں پڑھا جاتا اگر اس

سے ابتدا کی جائے تو اسپر حرکت دی جاتی ہے [اسم ہے تو زبر اور فعل ہے تو مختلف

قاعدوں کے مطابق زیر یا پیش دیا جاتا ہے]۔ بہر حال ان دونوں الفوں کیلئے مدنی

مطبوعہ میں الگ الگ نشانی ہے جبکہ اندو پاک کے مصحف میں صرف الف لکھا

جاتا ہے۔ ہمزہ وصلی کی مثال یہ ہے۔۔

مدنی مطبوعہ	مطبوعہ ہند	ملاحظہ
اَللّٰهُمَّ اِنْعَمْتَ اَوْلٰئِكَ مَّا كُوْلُ	اَللّٰهُمَّ اِنْعَمْتَ اَوْلٰئِكَ مَّا كُوْلُ	{۱۱} مدنی مطبوعہ میں الف کے نیچے ہمزدہ پر زیر ہے سے جبکہ بر صغیر والے مطبوعہ میں الف کے نیچے صرف زیر ہے اسی طرح زبر پیش اور جزم میں الف پر ہمزدہ

اور ہمزدہ وصلی کی مثال اس طرح ہے --

اَللّٰهُمَّ الرَّحْمٰنُ اَدْعُوْا اَسْكُنْ اَقْضُوا اَعْلَمُوْا خَيْرًا الْوَصِيَّةِ لَمَرْءٍ الَّذِي عَزِيْزٌ اَبْنُ اللّٰهِ	اَللّٰهُمَّ الرَّحْمٰنُ اَدْعُوْا اَسْكُنْ اَقْضُوا اَعْلَمُوْا خَيْرًا الْوَصِيَّةِ لَمَرْءٍ الَّذِي عَزِيْزٌ اَبْنُ اللّٰهِ	یہاں انڈوپاک مصحف میں سب پر زیر زبر ہے یہ آسان بر خلاف مدنی مطبوعہ کے اس میں صرف [ہم] کی نشانی ہوتی ہے، جسکی وجہ سے قاعدہ جانے بغیر پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اسلیطرح تنوین کے بعد ہمزدہ وصلی ہو تو عوام کیلئے پڑھنا کچھ دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ مدنی مطبوعہ میں نون قطنی لکھی نہیں ہوتی بر خلاف بر صغیر کے، جو کہ آسان ہے
---	---	---

الف مقصورہ [کھڑا الف] کے استعمال میں بھی کچھ فرق ہے -- نیچے

مَجْرِدُهَا	مَجْرِدُهَا	{تجویذ} اس لفظ میں مدنی مطبوعہ میں الف مقصورہ اور یہ اور انڈوپاک میں نیچے ہے
ءَاَدَمُ ءَاتَيْنَا	اَدَمُ اَتَيْنَا	{تجویذ} کی اصطلاح میں اسکو مد بدل کما جاتا ہے مدنی مطبوعہ میں الف مقصورہ کے بدلے ہمزدہ کے بعد مکمل الف لکھا گیا
الْاٰمِيْنَ	الْاٰمِيْنَ	{تجویذ} اسی طرح مد مکمل {یہ بھی تجویذی اصطلاح

